السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

تنظیم سازی کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟ تنظیم سازی کرنا عین اسلام کی خدمت ہے یا گناہ کبیرہ؟ یا بدعت ہے ؟ واضح رہے کہ ایک ہی عقیدہ و نظریہ کے حامل قرآن و سنت کے پیرو کاروں نے مختلف ناموں سے بے شمار تنظیمیں بناڈالی ہیں اور وہ سر گرم عمل ہیں لیکن متحد نہیں اور ایک امیر نہیں بلکہ ایک دوسرے کی مخالفت کرتے ہیں الغرض آج کل تنظیم ہی کو معیار حب و بغض تصور کر لیا گیا ہے ۔

اب اس صورت حال میں ایک عام مسلمان کا کیا رویہ ہونا چاہیے ؟ نیز شرعی خلافت اور امارت کی غیر موجودگی میں ایک مسلمان اپنی زندگی کس طرح بسر کرے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

امام وقت اگر محسوس کرے تو تنظیم سازی "کا جواز ہے " صحیح بخاری "میں حدیث ہے :

(اکتبوالی من تلفظ بالاسلام من الناس» صحیح البخاری کتاب الجهاد باب کتابة الامام الناس (3060) باب کتابة الامام الناس»

یعنی "مجھے ان لوگوں کے نام لکھ کر دو جو مسلمان ہو چکے ہیں ۔

لیکن یہ " تنظیم سازی "کفر کے مقابلے میں ہے آپس میں نہیں ہم مسلک اور ہم مشرب مختلف گروہ اور جماعتوں کی تنظیم سازی " اتفاق کے بجائے افتراق کا سبب بنے گی اس سے بچاؤ ضروری ہے ۔

امت مسلمہ کے ذمہ سب سے اہم فریضہ یہ ہے کہ خلافت وامرت کے قیام کے لیے سعی کریں جماعت امور شریعت ایک نظم و نسق کے تحت آنے سے ہی ملی وحدت کا خواب پورا ہو سکتا ہے ورنہ انجام کار تشت تفرق اور انتشار کے ماسوا کچھ نہ ہو گا قرآنی تعلیمات میں اس سے ہمیں باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے ۔

وَلا تَنـٰزَعوا فَتَفشَلوا وَتَذهَبَ ريحُكُم... ٤٦ ... سورة الانفال

اور امام المحدثین بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں بایں الفاظ تبویب قائم کی ہے ۔

(مایکرہ من التنازع والاختلاف فی الحرب وعقوبة من عصی امامہ» صحیح البخاری کتاب الجهاد رقم الباب (164»

پھر آیت بالا سے استدلال کیا ہے انتہائی دکھ درد اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج سیکولر ملحدانہ اور بے دین نظریات کے حامل افراد اور تنظیمیں پوری ہمت اور قوت کے ساتھ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف اپنی (2) ریشہ دوانیوں اور توانا ئیوں کو استعمال کر رہے ہیں کسی حد تک وہ اپنی کامیابی و کامرانی کے خواب پورے ہوتے بھی دیکھ رہے ہیں لیکن اسلام کے علمبر دار اور مدعیان کتاب و سنت بالخصوص سلفی یا اہل حدیث حضرات بری طرح افتراق و انتشار کا شکار ہیں جس سے واپسی کی بظاہر کوئی نظر نہیں آتی ۔

«الا ان یشاء اللہ ربنا وسع ربنا کل شئی علما»

دراصل بات یہ ہے کہ قریباً ہر جماعت اور ہر تنظیم کے ذمہ داران اور قائدین حضرات کے ذاتی نوعیت کے کچھ مفادات اور اغراض و مقاصد ہیں جن سے وابستگی ان کے نزدیک جزو ایمان ہے عوام کالا نعام کو دجل و فریب کے ذریعے سبز باغ دکھا کر انہی کی تکمیل و ترویج میں شب و روز مصروف کار ہیں اسی کے نتیجہ میں جگہ جگہ لڑائی جھگڑے اور ریا کاری اور قتل و غارت کا بازار گرم ہے اور تکفیری توپوں کے رخ غیروں کی بجائے اپنوں کی طرف زیادہ ہیں اندریں حالات خیر و سلامتی کی راہ مجھے تو صرف اس میں نظر آتی ہے کہ جماعتی سیاست سے گوشہ نشینی اختیار کر کے مخلصین احباب کو ساتھ ملا کر یا انفرادی طور پر جیسے بھی ممکن ہو شہر شہر قریہ قریہ دعوتی و تبلیغی کام پورے انہماک سے شروع کر دیا جائے اللہ تعالیٰ خیر و برکت فرما کر شرف قبولیت سے نوازے گا ۔ ان شاء اللہ

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص503

محدث فتویٰ